# فرقہ ذکریہ پر ایک نظر

یہ فرقہ بلوچ قوم تک محدود ہے، اور قدیم مکران کی حدود میں رہ رہا ہے ۔ البتہ موجودہ وقت میں ان کے بعض افراد صوبۂ سندھ میں بھی آباد ہیں، لیکن یہ وہی ہیں جو حسب مقتضائے حالات مکران چھوڑ کر وہاں جا بسے ہیں۔ ان کی آبادی اورماڑہ ۔ پسنی ۔ کراچی ۔ گچک ۔ درخشاں (مضافات پنجگور) ۔ کولواہ ۔ مشکے ۔ جھاؤ وغیرہ علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے ۔ اور ان کی کل آبادی کراچی سے لیکر مکران تک تقریباً تیس ۳۰ ہزار کے لگ بھگ ہوگی ۔

**تاریخی پس منظر** | جیسا کہ اس فرقے کا خیال ہے ۔ یہ فرقہ مہدویہ کی ایک شاخ ہونے کا اور سید محمد جونپوری کے پیرو ہونے کا دعویٰ رکھتا ہے ۔ ہر چند کہ ان دونوں فرقوں میں عقائد سے لیکر اعمال تک زبردست فرق ہے، لیکن حسبِ دعویٰ فرقے، یہاں سید محمد جونپوری کے مختصر حالات درج کرنا خالی از مصلحت نہ ہوگا ۔

بقول تذکرہ نگارانِ ہند سید محمد جونپوری بمقام جونپور (صوبۂ اودھ) میں ۸۴۷ھ میں پیدا ہوئے پورا نام میراں سید محمد تھا ۔ باپ کا نام سید خان اور بقول بعض سید یوسف تھا ۔ والدہ کا نام بی بی آغا ملک بتایا جاتا ہے ۔ البتہ بعد میں مہدویوں نے والدین کے نام عبداللہ اور آمنہ سے بدل دیئے ہیں ۔ شروع جوانی میں علوم مروجہ سے فراغت حاصل کی اور شیخ دانیال چشتی کے مرید ہوگئے ۔ درویشی اختیار کی تارکِ دنیا ہوگئے ۔ اسی دوران مہدی ہونے کا دعویٰ کر دیا اور علماء کی مخالفت نے کسی بھی ریاست میں ٹکنے نہ دیا ۔ مریدین سمیت حج بیت اللہ کو روانہ ہوا ۔ طواف کے دوران دوسری بار رکن و مقام کے درمیان کھڑے ہو کر "انا المہدی" کا نعرہ لگایا اور ایک دو مریدوں نے تصدیق کی ۔ حج بیت اللہ شریف سے فراغت پاکر بقول بعض دوبارہ ہندوستان پہنچا ۔ لیکن حالات نے دوبارہ نکلنے پر مجبور کر دیا ۔ چنانچہ سندھ سے ہوتا ہوا کوئٹہ کے راستے سے افغانستان چلا گیا اور فراہ[1] کے مقام ۹۱۰ھ یا ۹۱۱ھ یا ۹۱۲ھ میں حسب اختلاف روایات وفات پائی ۔ مریدین بکھر گئے ۔ ہندوستان میں اس فرقہ کو سلیم شاہ سوری نے تقریباً ختم کر دیا ۔ البتہ حیدرآباد

[1] فراہ ہرات و قندھار کے درمیان ایک علاقہ ہے ۔

دکن میں اس کے کافی لوگ پائے جاتے ہیں۔

**مہدویہ کے بعض عقائد** ۱۔ اِن کے نزدیک۔ سید محمد جونپوری کو مہدی ماننا فرض ہے۔ اور انکار کفر

۲۔ سید کے ساتھی تمام انبیاء علیہم السلام سے، سوا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے، افضل ہیں۔

۳۔ احادیث نبوی صلعم کی تصدیق سید محمد جونپوری سے ضروری ہے۔

۴۔ انبیاء کے اجزاء مسلمان تھے اور انصاف نامہ کی روایت کے مطابق پورا مسلمان تو صرف سید محمد جونپوری اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۵۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی آخر الزمان اور خاتم النبیین ہیں۔

۶۔ تصحیح کا عقیدہ :۔ اس کی تفصیل یہ ہے کہ مرنے کے بعد تمام ارواح کو ایک دفعہ سید محمد جونپوری کی خدمت میں حاضر ہونا پڑے گا۔ وہ ان کی تصحیح کریں گے۔ جو وہاں مقبول ہوا، مقبول اور جو مردود ہوا، مردود ہے۔

۷۔ تقسیم بالسویہ :۔ اگر یہ فرقہ کے افراد میں سے کوئی مرے تو ترکہ مع وارثوں کے باقی لوگوں میں برابر برابر تقسیم کیا جائے، ان کے تفصیلی عقائد فضائل اور انصاف نامہ وغیرہ کتب مہدویہ میں دیکھے جا سکتے ہیں۔

**ظہور مہدی اور نزول عیسیٰ علیہ السلام** بموجب عام عقیدہ ظہور مہدی کے ساتھ نزول عیسیٰ بھی ضروری ہے۔ چنانچہ سید محمد جونپوری کی وفات کے بعد حاجی محمد فرہی ایک شخص نے جو سید صاحب کے مریدین میں سے تھا۔ عیسیٰ ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ اور ٹھٹھہ سندھ میں آکر اعلان کیا کہ میں عیسیٰ اور مسیح موعود ہوں اور حاکم سندھ نے اسے قتل کرا دیا۔ سید محمد جونپوری کے بیٹے سید محمود کو جب معلوم ہوا کہ یہ مسیح موعود ہونے کا مدعی ہے۔ تو اس نے اس کو قتل کرنے کیلئے دو آدمی بھیجے لیکن حاکم سندھ نے پہلے ہی سے میدان صاف کر دیا تھا۔ یہاں تک تو اس فرقہ کے حالات تذکروں میں اور کتب تواریخ میں مل سکتے ہیں تفصیل حالات معلوم کرنے کیلئے تذکرۂ آزاد۔ تذکرۂ اولیاء ہند، منتخب التواریخ طبقات اکبری اور مہدویہ کی اپنی کتابیں جیسے سیرت مہدی خصائص مہدی۔ انوار العیون وغیرہ کی طرف رجوع کیا جائے۔ بعد میں جو حالات پیش آئے اور جو عظیم تغیر اس فرقہ میں مکران آکر واقع ہوا ان کی تفصیل کسی مطبوعہ کتاب میں نہیں مل سکتی۔ البتہ چند قلمی کتابیں فرقہ ذکریہ کے پیشواؤں کے پاس ہیں، لیکن از قرار شنیدانی میں قابل اعتراض مواد ہونے کی وجہ سے یہ ان کتابوں کو طبع کرنے اور دکھانے کے لئے رضامند نہیں ہیں۔ یہاں ان روایات کا سہارا لینا پڑتا ہے۔ جو پشتوں سے سینہ بہ سینہ منتقل ہوتی چلی آرہی ہیں۔

**مہدویہ سے ذکریہ تک** سید محمد جونپوری کی وفات کے بعد مریدین تتر بتر ہوگئے۔ بعض نے واپس ہندوستان کا رخ کیا اور بعض دیگر علاقوں میں بکھر گئے۔ انہیں مریدین میں سے ایک ملاّ محمد نامی اٹک کا رہنے والا تھا۔ گھومتے پھرتے سرباز جو فی الحال ایران بلوچستان میں شامل ہے۔ جا نکلا۔ اُس وقت سرباز، کیچ، پنجگور، اور وزنک وغیرہ بلوچستان کے علاقوں میں بلیدئی خاندان کی حکومت تھی، اتفاق سے ایران میں فرقہ باطنیہ، (اسماعیلیہ کی ایک شاخ) اسماعیل شاہ صفوی شاہ ایران کے زیرِ عتاب آچکا تھا۔ اسی فرقہ کے کچھ لوگ سرباز آچکے تھے یہ اپنے آپ کو سید ظاہر کرتے تھے۔ سرباز پہنچ کر ملاّ محمد موصوف نے باطنیہ کے پیشواؤں سے گفت وشنید کی۔ دونوں فرقوں میں عقیدہ مہدی، باطن پرستی اور فلسفۂ وحدۃ الوجود بطور اقدار مشترکہ موجود تھے۔ کچھ مہدوی عقائد اور کچھ باطنی خیالات کا ملاپ ہوا۔ دونوں کے سنجوگ سے ایک تیسرے فرقہ "ذکری" نے جنم لیا۔ اس کا بانی ملاّ محمد اٹکی ہے۔ اس کا دعویٰ تھا کہ وہ صاحبِ الہام ہے، اور مہدی آخر الزمان کا جانشین ہے۔ شرع محمدی کو امام مہدی نے منسوخ کر دیا ہے، نماز، روزہ، حج بیت اللہ وغیرہ عبادات کی فرضیت ختم ہوگئی ہے۔ ان کی فرضیت کا اعتقاد کفر ہے، ان سب کا قائم مقام ذکر ہے۔ باطنی سیدوں سے مل کر اس نے انہیں عقائد کا پرچار شروع کیا۔ سب سے پہلے حاکم سرباز جو فی الحال ایرانی بلوچستان میں ہے کو دعوت دی اور اس نے اجابت بخشی۔ وہاں سے ملاّ محمد موصوف کو حاکم کیچ کے پاس پہنچایا گیا۔ اس نے بھی دعوت پر لبیک کہی۔ پنجگور کے حاکم نے بھی اُسے قبول کیا۔ تربت اس فرقہ کا مرکز قرار پایا۔ نیز یہاں تربت میں ایک ملاّ مراد نامی بااثر آدمی اس کے حلقہ ارادت میں آگیا اور اس نے اس کو اپنا خلیفہ بنا دیا۔ کوہ مراد اسی ملاّ مراد خلیفہ کی طرف منسوب ہے۔ متبرک مقامات کا تعین شروع ہوگیا۔ دوبز کہوڑ، مہبط الہام قرار پایا۔ یہ ایک درخت ہے۔ جو تربت بازار سے مغرب کی جانب ہے۔ حج کیلئے کوہ مراد کو مقرّر کیا گیا۔ جو تربت سے جنوبی جانب ایک پہاڑی ہے۔ عرفات کیلئے "گل و ڈن" کو تجویز کیا گیا۔ جو تربت سے جنوباً ایک میدان ہے۔ زمزم کی جگہ "کاریز ہزّئی" نے لے لی جو تربت کی ایک کاریز تھی۔ اور اب خشک ہوگئی ہے۔ کوہ اماؔم غار حرا بنا یہ کوہ مراد سے مغربی جانب ایک دوسری پہاڑی ہے۔

پھر یہیں سے ملاّ محمد موصوف پوشیدہ طور پر سندھ سے ہوتا ہوا ہندوستان چلا گیا۔ ادھر سے مریدوں نے مشہور کر دیا کہ "نوری بود بعالم بالا رفت" یعنی نور تھا اور آسمانوں میں چلا گیا۔

**رہبانیت کی طرف میلان** اُس وقت کے تصوّف پر وحدۃ الوجود کا غلبہ تھا۔ اور خود سید محمد جونپوری وحدۃ الوجودی تھا۔ باطنیہ اس فلسفہ کو کھینچتے کھینچتے رہبانیت تک اس کی حدیں ملا چکے تھے۔ ملاّ محمد اٹکی نے بھی

---

لہ امام سے یہاں مراد ملا محمد اٹکی ہے اور یہ ان کی طرف منسوب ہے۔

اس کو باطنیہ کی شکل میں قبول کر لیا اور بتایا جاتا ہے کہ پیشوایانِ فرقہ ذکریہ کے پاس ایسے قلمی نسخے موجود ہیں جن میں نکاح و طلاق و محرم و غیر محرم کی تمیز کو درمیان سے اڑا دیا گیا ہے۔ یہی موانع ہیں جو اُن کی کتابوں کو طبع ہونے یا شائع ہونے سے روکتی ہیں۔ البتہ بلوچی روایات و تہذیب نے ان خیالات کو منضبط نظریات کی حد تک محدود رکھا ہے۔ اور فی زمانہ عملی شکل میں ان کو آنے نہیں دیا ہے۔

**فرقہ ذکریہ کے بعض عقائد** ۱۔ ان کے نزدیک سید محمد جونپوری نبی آخر زمان ہے اور عام عقیدے کے مطابق وہ نور ہے۔ مرا نہیں ہے۔ لیکن اللہ کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔

۲۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم منجملہ انبیاء علیہم السلام ایک نبی ہیں۔ اس پر اجمالی ایمان ضروری ہے۔ البتہ خاتم النبیین سید محمد جونپوری ہے۔

۳۔ قرآن مجید دراصل سید محمد جونپوری پر نازل ہوئی ہے۔ البتہ بواسطہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نازل ہوئی ہے۔ لہذا اس کی وہی تعبیر و تفسیر معتبر ہے۔ جو سید محمد جونپوری سے بواسطہ محمد اٹکی منقول ہے۔ وہ صحیح نہیں جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔

۴۔ نماز، روزہ، حج بیت اللہ وغیرہ عبادات کی فرصت ختم ہوگئی ہے۔

۵۔ سید محمد جونپوری ناسخ شرع محمدی ہے۔

۶۔ کوہ مراد حج کا قائم مقام ہے۔

۷۔ قرآن مجید میں جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ہے۔ یا جو آیات اُن سے متعلق ہیں۔ ان سے مراد سید محمد جونپوری ہے وغیرہ۔ ان عقائد میں یہ فرقہ مہدویہ سے یکسر مختلف فرقہ ہے۔ اور مہدویہ ان کے برعکس عقیدہ رکھتے ہیں۔

**مہدویہ اور ذکریہ کے عقائد کا مقابلہ اور فرق** ۱۔ مہدویہ کے نزدیک سید محمد جونپوری مہدی منظر تھا۔ اور ذکریہ کے نزدیک نبی آخر الزمان۔ لہذا مہدویہ کے نزدیک لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ ہے۔ اور ذکریہ کے نزدیک لا الٰہ الا اللہ نور پاک نور محمد مہدی رسول اللہ ہے۔

۲۔ مہدویہ کے نزدیک سید محمد جونپوری فراہ میں وفات پا گیا۔ اور ذکریہ کے عام عقیدے کی رو سے وہ نور ہے۔ مرا نہیں ہے۔

۳۔ مہدویہ کے نزدیک محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والرسل ہیں۔ سید محمد جونپوری مہدی اور خلیفہ رسول تھے۔ ذکریہ کے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم منجملہ انبیاء ایک نبی ہیں۔

۴۔ مہدویہ کے نزدیک قرآن مجید حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی۔ اور اسکی وہی تعبیر و تفسیر

صحیح ہے۔ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کی ہے۔ ذکریہ کے نزدیک یہ کتاب سید محمد جونپوری کیلئے نازل ہوئی ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو درمیان میں ورطہ بنایا گیا ہے۔ اور اس کی وہی تعبیر و تفسیر معتبر ہے۔ جو روایت ملا محمد اٹکی سید محمد سے منقول ہو۔

۵۔ مہدویہ کے نزدیک آیات قرآنی میں جہاں محمدؐ کا ذکر ہے۔ اس کی مراد محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور ذکریہ کے نزدیک سید محمد جونپوری مراد ہے۔

۶۔ مہدویہ کے نزدیک نماز و روزہ و حج بیت اللہ اور دیگر عبادات و فرائض کی فرضیت بدستور قائم ہے۔ اور انکار کفر ہے۔ ذکریہ کے نزدیک یہ تمام منسوخ ہو گئے ہیں۔ اور ان کی فرضیت پہ اعتقاد رکھنا کفر ہے۔ لہذا مہدویہ ان عبادات کے پابند ہیں اور ذکریہ ان سے بیزار ہیں۔

۷۔ حج کوہ مراد اور اس کے توابع کا مہدویہ کو کوئی علم نہیں اور ذکریہ کے نزدیک یہ بیت اللہ کا قائمقام ہے۔

علاوہ ازیں آگے چل کر ذکریہ کے جن عبادات مخصوصہ کا مختصر ذکر آئے گا ان میں بھی مہدویہ سے یہ فرقہ یکسر مختلف ہے۔

**ذکریہ کا طریقہ عبادت** جیساکہ ماقبل میں گذر گیا۔ عبادات اسلامیہ اس فرقہ کے نزدیک منسوخ سمجھے جاتے ہیں، پھر انہوں نے عبادت یا بقول اُن کے، طاعت کی چند ایک یہ ہیں۔

۱۔ سجدہ :- اس کیلئے ایک وقت تو صبح صادق سے ذرا پہلے کا ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ زن و مرد یکجا ہو کر باآواز بلند چند کلمات خوش الحانی سے پڑھتے ہیں۔ اور پھر بلا قیام و رکوع ایک طویل سجدہ کرتے ہیں اس میں کچھ اوراد پڑھتے ہیں۔ سجدہ کیلئے کسی سمت کی طرف رخ کرنا متعین نہیں۔ بلکہ گول دائرے کی شکل میں روبرو ہو کر سجدے میں گرتے ہیں۔ یہ ایک طویل سجدہ ہوتا ہے۔ دو دیگر سجدے انفرادی ہوتے ہیں۔

۲۔ چوگان :- اس کے لئے کوئی وقت یا مقام مقرر نہیں۔ بلکہ جب جی چاہے اور کافی لوگ جمع ہوں۔ اس وقت وہ اسے کرتے ہیں۔ یہ ایک فرضی عبادت نہیں بلکہ نفلی حیثیت رکھتی ہے۔ سال میں سب سے بڑا چوگان یا بقول بعض "کشتی" ستائیس[۲] رمضان کی رات کو ہوتا ہے۔ یا ذوالحج کی دس تاریخ کی رات۔ صورت اس کی یہ ہے کہ لوگ حلقہ بنا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ ایک خوش آواز عورت درمیان میں کھڑی ہو کر بلوچی زبان میں کچھ اشعار یا رجزیہ جملے خوش الحانی سے کہتی ہے۔ اور اردگرد کے لوگ رقص کے ساتھ جواب دیتے ہیں۔ دو۔ دو تین۔ تین گھنٹے تک یا پوری رات یہ جاری رہتا ہے۔

۳۔ ذی الحجہ کی پہلی تہائی میں روزہ رکھتے ہیں۔

ایک دوپہر کو اور ایک غروب آفتاب کے وقت یہاں سے آفتاب پرستوں سے ان کا کوئی اعتقادی تعلق ثابت ہوتا۔

۴۔ ستائیس[۲] رمضان ان کے حج کی تاریخ ہے۔ اور دس ذی الحجہ کو بھی ایک اجتماع کوہِ مراد پہ ہوتا ہے۔ لیکن یہ اس سے کم درجہ رکھتا ہے۔ ادائیگی حج اس طرح ہوتی ہے کہ کوہ مراد کے گرد ستائیس[۲۷] علہ رمضان کو ایک طواف ساتھ مل کر کرتے ہیں۔ وہاں قربانی بھی ہوتی ہے عہ چند لوگوں کو مسلسل چوگان ہوتا ہے۔

کتب ذکریہ: اس فرقہ کے پاس اپنی کوئی مطبوعہ کتاب موجود نہیں۔ البتہ چند قلمی کتابیں پیشوایان فرقہ کے پاس پائی جاتی ہیں۔ جن میں سے چار کے نام لئے جاتے ہیں۔ جو فارسی زبان میں ہیں:-

۱۔ سیر جہانی:- یہ کتاب دراصل سید محمد جونپوری کا سفر نامہ یا روزنامچہ ہے۔ جو مختلف طریقہ سے منقول چلی آرہی ہے۔ یہ منظوم بھی ہے، اور نثر میں بھی موجود ہے۔

۲۔ سیر نامہ:- یہ اس فرقہ کے عقائد و خیالات مخصوصہ کا مخزن ہے۔ اس میں بہت سی ایسی باتیں مل سکتی ہیں جو ناقابل اظہار و اشاعت ہیں۔

۳۔ قاسمی:- یہ کتاب شاید سید قاسمی مہدوی کی انوار العیون کا چربہ ہے۔

۴۔ نور نامہ:- یہ ایک مسلمان ملا کی تصنیف معلوم ہوتی ہے۔ البتہ بعد میں اس فرقہ کے ملاؤں نے کچھ ترمیم و اضافے کے ساتھ اس کے قلمی نسخے بنائے ہیں۔ اور سید محمد جونپوری پر اس کے مندرجات کو منطبق اور چسپاں کرنے کی کوشش کی ہے۔

اس فرقہ کی کل عمر بموجب ترتیب تواریخ چار سو اسی سال ہوتی ہے۔ یہ اپنے عقائد و اعمال کی روشنی میں قادیانیوں سے بھی بدتر بھاگا گزرا فرقہ ہے۔ اور آبادی کے لحاظ سے ایک غیر مسلم اقلیت ہے جو تیس ہزار کی لگ بھگ آبادی پر مشتمل ہے۔

---

علہ قدیم ایام سے حج کی تاریخ ذی حجہ کی دسویں تاریخ تھی۔ ۹ ذی الحجہ کو "گل دمنی" میں عرفات مناتے تھے اور دس ذی الحجہ کو طواف کوہ مراد ہوتا تھا۔ قیام پاکستان تک یہی کیفیت تھی۔ البتہ قیام پاکستان کے بعد ستائیس[۲۷] رمضان کی زیارت شامل ہوگئی اور کوہ مراد زیارت مشہور ہونے لگا۔ شاید وجہ غیر مسلم قرار پانے سے بچنے کا حیلہ تلاش کرنا تھا۔

عہ قربانی میں گائے، بھیڑ بکریاں ذبح ہوتی ہیں اور دسویں ذی الحجہ کو اس کثرت سے قربانی ہوتی ہے۔ کہ بخیال ان کے "منیٰ" کا پورا حق ادا ہوتا ہے۔

تعجب کی بات ہے کہ جس مہدی پر سالہا سال ذکری لوگ کلمہ پڑھ رہے ہیں۔ اس مہدی کا نام تک قرآن پاک میں نہیں ہے۔